سلسلہ بچوں کی دلچسپ اسلامی کہانیاں

22

حق کی تلاش



طالب ہاشمی

22 بچوں کے لئے دلچسپ اسلامی کہانیاں

حق کی تلاش

طالب ہاشمی

البدر پبلی کیشنز

32-فرسٹ فلور ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور
فون: 042-37225030-37245030
0333-4173066-0300-4745729

☆ نام کتاب　حق کی تلاش
☆ مصنف　طالب الہاشمی
☆ ناشر　علی سعید
☆ اشاعت　جنوری 2023ء
☆ مطبع　نوید حفیظ پرنٹرز لاہور
☆ ہدیہ　-/140 روپے

فہرست

حق کی تلاش

پیارے بچو! ''حق'' اللہ تعالیٰ کا ایک نام بھی ہے اور اس کے معنی سچائی اور سیدھے راستے کے بھی ہیں جس پر چلنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ آج ہم آپ کو ایک ایسے نیک آدمی کی سچی کہانی سُناتے ہیں جو لڑکپن میں گھر بار، ماں باپ، رشتے دار اور وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حق کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی زندگی کے بہت سے قیمتی سال اسی تلاش میں گزار دیئے اور آخر سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے عَرَب کے ملک میں جا پہنچا جہاں اُس کے دل کی مراد پوری ہوگئی۔

آپ نے ایران کا نام تو ضرور سنا ہوگا۔ پاکستان کے مغرب میں یہ ایک بڑا ملک ہے۔ کسی زمانے میں اس کو اس کے ایک صوبے کے نام پر فارس بھی کہا جاتا تھا۔ ساڑھے چودہ (۱۴) سَو سال سے زیادہ عرصہ گزرا، ایران کے ایک مشہور شہر اِصْفہان کے قریب ''جی'' نام کا ایک گاؤں تھا جس میں بہت سے امیر لوگ رہتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ عیسائی تھے اور باقی لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ اس گاؤں کے سردار کا نام ''بوذخشاں'' تھا۔ وہ نہ صرف ایک زمیندار تھا بلکہ گاؤں کے آتش کدے کا بڑا پجاری بھی تھا۔

آتش کدہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں آگ کی پوجا کی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ آگ پوجنے والے لوگوں کی عبادت کی جگہ ہوتی ہے۔ یہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔ ''بوذخشاں'' ایسے ہی ایک آتش کدے کا انتظام کیا کرتا تھا اور گاؤں کے لوگ اس کو بہت مانتے تھے۔ ''بوذخشاں'' کو اللہ نے ایک بیٹا دیا جس کا نام اس نے ''مَابَہ'' رکھا اور اس کو بڑے لاڈ پیار سے پالا۔ مابہ بڑا ذہین اور نیک بچّہ تھا۔ وہ شریر لڑکوں سے دُور دُور رہتا تھا۔ وہ نہ زیادہ باتیں کرتا تھا اور نہ کبھی منہ سے کوئی بُری بات نکالتا تھا۔ جب اس نے ہوش سنبھالا تو باپ نے اسکو اپنے مذہب کی تمام باتیں سکھا دیں اور پھر گاؤں کے آتش کدے کا انتظام اس کے سپرد کر دیا۔ اب وہ خود اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال کرتا تھا اور مَابَہ آتش کدے میں آگ جلاتا رہتا تھا۔

ایک دن بوذخشاں نے مَابَہ سے کہا کہ بیٹے آج میں ایک ضروری کام کی وجہ سے کھیتوں میں نہ جا سکوں گا

اس لیے تم کھیتوں پر چلے جانا۔ ماؔبہ نے کہا، بہت اچھا۔ پھر وہ کھیتوں کی طرف چل پڑا۔ راستے میں عیسائیوں کا گرجا تھا۔ اس وقت وہ اس میں عبادت کر رہے تھے اور اونچی آواز سے اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں گیت گا رہے تھے۔ ماؔبہ ان کی آواز سن کر گرجے کے اندر چلا گیا۔ اُس کو عیسائیوں کی عبادت کا طریقہ بہت پسند آیا اور اس نے خیال کیا کہ عیسائیوں کا مذہب آگ پُوجنے والوں کے مذہب سے اچھا ہے۔

عیسائیوں کی عبادت ختم ہوئی تو ماؔبہ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کہاں سے شروع ہوا اور اس کے ماننے والوں کا سب سے بڑا ملک کون سا ہے؟ انہوں نے کہا، "ملک شام" ماؔبہ نے یہ بات دل میں رکھ لی۔ جب سورج ڈوبنے لگا تو ماؔبہ گرجے سے گھر واپس آیا تو باپ نے پوچھا، اب تک کہاں رہے؟

ماؔبہ نے کہا، میں کھیتوں کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو گرجے میں عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے ان کا طریقہ اتنا پسند آیا کہ شام تک ان کے پاس ہی رہا۔

بوذخشاں بیٹے کا جواب سن کر سخت ناراض ہوا اور اس نے کہا، ہمارا مذہب ان لوگوں کے مذہب سے بہت اچھا ہے۔ آج سے تم گھر سے باہر نہ نکلا کرو۔

بوذخشاں کو ڈر تھا کہ ماؔبہ کہیں گھر سے بھاگ نہ جائے اور عیسائیوں کے پاس جا کر انکا مذہب قبول نہ کر لے۔ کہتے ہیں کہ اس نے ماؔبہ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں تاکہ وہ کسی طرح بھی گھر سے باہر نہ نکل سکے۔ ایک دن ماؔبہ نے موقع پا کر کسی طریقے سے عیسائیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر ملک شام کو جانے والا کوئی قافلہ یہاں سے گزرے تو مجھے خبر دینا۔

اتفاق سے چند دن کے بعد شام سے کچھ لوگ تجارت کے لیے اس جگہ آئے۔ جب وہ شام کو واپس روانہ ہونے لگے تو عیسائیوں نے ماؔبہ کو اطلاع دی۔ ماؔبہ نے کسی طریقے سے اپنے پاؤں بیڑیوں سے نکال لیے اور گھر سے بھاگ کر شام جانے والے قافلے میں جا شامل ہوا۔

ماؔبہ شام میں:

ماؔبہ قافلے کے ساتھ شام پہنچا تو اس نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں سب سے بڑا پادری کون ہے۔ لوگوں نے اس کو وہاں کے ایک بڑے پادری کا پتہ دیا وہ اس کی خدمت میں پہنچا اور اس سے کہا کہ مجھے آپ کا مذہب بہت پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہ کر اس مذہب کی تعلیم حاصل کروں۔ آپ مجھے اپنے مذہب میں داخل کرلیں اور اس کی تعلیم دیں۔

پادری نے اس کی درخواست قبول کرلی اور ماؔبہ اس کے پاس رہنے لگا۔ یہ پادری ظاہر میں تو بہت نیک تھا اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا لیکن حقیقت میں وہ بڑا لالچی، بدچلن اور مکّار تھا۔ وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ غریبوں کی مدد کے لیے دل کھول کر خیرات دو۔ جب لوگ اس کو روپیہ دیتے تو وہ اسے اپنے پاس جمع کرلیتا تھا اور کسی غریب کو پیسہ بھی نہیں دیتا تھا۔ اس طرح اس نے سونے چاندی کے سات مٹکے جمع کرلیے تھے۔ لوگوں سے چھپ کر وہ خوب عیش کرتا تھا۔ ماؔبہ اس کے لالچ اور عیش و آرام کی زندگی کو دیکھ کر جی ہی جی میں کُڑھتا لیکن لوگوں سے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ اس پادری کی بہت عزّت کرتے تھے اور اس کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ اتفاق سے کچھ عرصہ کے بعد یہ پادری بیمار ہوکر مرگیا۔ اب ماؔبہ نے لوگوں کو اس کے کرتوت بتائے اور مٹکوں میں اس کی جمع کی ہوئی دولت دکھائی تو ان کو اس قدر غصہ آیا کہ انہوں نے اس کی لاش کو سُولی پر لٹکا کر اس پر خوب پتھر برسائے پھر انہوں نے اس کی گدّی پر ایک اور پادری کو بٹھایا۔ یہ پادری واقعی ایک نیک شخص تھا اور مال و دولت سے نفرت کرتا تھا۔ ماؔبہ اس کی سچے دل سے عزّت کرنے لگا۔ وہ ہر وقت اس کی خدمت میں مصروف رہتا تھا۔ پادری کو بھی اس سے محبت ہوگئی اور اس نے بڑی لگن کے ساتھ اس کو اپنے مذہب کی تعلیم دی۔ چند سال کے بعد اس کا آخری وقت آ پہنچا۔ مرتے وقت اس نے ماؔبہ کو وصیّت کی کہ میرے مرنے کے بعد تم فلاں شخص کے پاس عراق کے شہر موصل چلے جانا۔ یہ شخص سچّا عیسائی ہے۔ اس سے تم کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

ماؔبہ عراق میں:

ماؔبہ مرنے والے پادری کی وصیّت کے مطابق عراق پہنچا یہ ملک شام کے جنوب مشرق اور ایران کے مغرب میں واقع ہے۔ عراق میں داخل ہوکر ماؔبہ شہر موصل گیا اور جس شخص کا پتہ اسے دیا گیا تھا، اس کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اس نیک آدمی نے بھی ماؔبہ کو بڑی محبت اور محنت کے ساتھ تعلیم دی لیکن جلد ہی اس کا آخری وقت آ پہنچا۔ مرتے وقت اس نے ماؔبہ کو یہ وصیّت کی:

"بیٹے مجھے دفن کرکے فلاں شخص کے پاس شہر نصیبین چلے جانا۔ میرے علم میں وہی شخص ہے جو تمہیں حق کے راستے پر چلائے گا۔"

اب ماؔبہ حق کی تلاش میں نصیبین پہنچا اور اُس پادری کی خدمت میں پہنچا جس کا پتہ موصل کے پادری نے دیا تھا۔ ماؔبہ کو اس نیک پادری کے پاس رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ وہ سخت بیمار ہوگیا۔ جب اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو ماؔبہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کو کچھ ہوگیا تو میں کدھر جاؤں گا؟

پادری نے جواب دیا:______

"بیٹے تم عموریہ فلاں شخص کے پاس چلے جانا۔ جس شے کی تمہیں تلاش ہے وہ تمہیں اس کے پاس ملے گی۔" اتنا کہہ کر اس نے آخری ہچکی لی اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگیا۔

عموریہ کے پادری کی وصیّت:

ماؔبہ نصیبین کے پادری کو سپردِ خاک کر کے سیدھا عموریہ پہنچا اور وہاں کے پادری کے پاس جا کر اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ یہ ایک بہت ہی پرہیز گار اور عالم شخص تھا۔ ماؔبہ نے اس سے خوب علم حاصل کیا اور استاد کی طرح دن رات عبادت میں مشغول رہنے لگا۔ اس نے کچھ گائیں اور بکریاں خرید لیں۔ ان کا دودھ استاد کی خدمت میں بھی پیش کرتا اور خود بھی اس پر گزر کرتا۔ دنیا کی دوسری چیزوں سے اسے کوئی واسطہ نہ تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نیک پادری کو بھی موت کا پیغام آپہنچا۔ جب وہ دم توڑ رہا تھا تو ماؔبہ نے روتے ہوئے اس سے کہا، میں سینکڑوں میل کا تکلیف دینے والا سفر طے کر کے اور کئی دروازوں کی خاک چھاننے کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچا تھا لیکن اب آپ بھی میرا ساتھ چھوڑ چلے ہیں۔ آپ کے بعد میں کہاں جاؤں گا؟

عموریہ کے پادری نے اکھڑی ہوئی آواز میں جواب دیا:

"بیٹا! میں تمہارے لیے کیا سامان کروں۔ اب دنیا میں کوئی شخص ایسا مجھے نظر نہیں آتا جس کے پاس جانے کا میں تمہیں مشورہ دوں۔ ہاں اتنا تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ آخری زمانے کے اُس نبی کے ظاہر ہونے کا وقت اب قریب ہے جو عرب کے ریگستان سے اٹھ کر اللہ کے سچے دین کو زندہ کرے گا، اور اپنے وطن سے اُس زمین کی طرف ہجرت کرے گا جس پر کھجور کے درختوں کی کثرت ہوگی۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا لیکن صدقہ کو اپنے لیے حرام سمجھے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان نُبوّت کی مُہر ہوگی۔ اگر تم اس نبی کا زمانہ پاؤ تو اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا۔"

اتنا کہنے کے بعد پادری فوت ہوگیا۔

ماؔبہ مدینے پہنچ گیا:

پادری کی وفات کے بعد ماؔبہ کچھ عرصہ عموریہ ہی میں رہا۔ اب وہ ہر وقت اس ٹوہ میں رہتا کہ عرب جانے والا کوئی قافلہ ملے تو اس کے ساتھ اس سرزمین میں پہنچ جائے جہاں آخری زمانے کے نبی کو ظاہر ہونا ہے۔ آخر ایک

دن اس کی تمنا پوری ہوگئی۔ عربوں کے ایک قبیلے "بنوکلب" کے کچھ سوداگر عموریہ سے گزرے۔ ماؔبہ کو معلوم ہوا کہ ان سوداگروں کے قافلے کو عرب جانا ہے تو وہ فوراً قافلے کے سردار کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ آپ میری گائیں اور بکریاں لے لیں اور مجھے اپنے ساتھ عرب لے چلیں۔

سردار اس بات پر فوراً راضی ہوگیا۔ اس نے ماؔبہ کی گائیں اور بکریاں اپنے قبضے میں لے کر ماؔبہ کو اپنے ساتھ لے لیا۔

یہ قافلہ ابھی مدینہ سے دور وادی القریٰ ہی میں پہنچا تھا کہ قافلے والوں کی نیت بدل گئی اور انہوں نے ماؔبہ کو غلام بنا کر ایک یہودی کے پاس بیچ دیا۔ ماؔبہ کچھ دن اس یہودی کے پاس رہا۔ ایک دن اس یہودی کا ایک رشتہ دار جو مدینہ کا رہنے والا تھا، اس سے ملنے آیا۔ اسے ایک غلام کی ضرورت تھی۔ اپنے میزبان سے ذکر کیا تو اس نے ماؔبہ کو اپنے مہمان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ شخص ماؔبہ کو اپنے ساتھ مدینے لے آیا۔ (مدینہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ رسولِ پاک ﷺ کے یہاں تشریف لانے کے بعد اسے "مدینۃ النبی ﷺ" یعنی نبی کا شہر کہنے لگے)

مدینے پہنچ کر ماؔبہ نے ہر طرف کھجوروں کے جھنڈ دیکھے تو اسے یقین ہوگیا کہ جس نبی آخرالزماں کا ذکر عموریہ کے پادری نے کہا تھا وہ ایک دن اس شہر میں ضرور تشریف لائیں گے۔ اب وہ اسی انتظار میں زندگی کے دن کاٹنے لگا۔

خوشخبری:

ایک دن ماؔبہ اپنے یہودی آقا کے باغ میں ایک درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہا تھا۔ آقا درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک یہودی بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا:

"خدا بنو قیلہ (قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے لوگ جو مدینہ میں آباد تھے) کو غارت کرے۔ سب کے سب قُبا میں ایک شخص کے پاس بھاگے جا رہے ہیں جو مکّہ سے آیا ہے اور اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے اس کو نبی مان لیا ہے۔ ان کے مرد ہی نہیں عورتیں اور بچے بھی اس کے آنے کی خبر سُن کر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔"

ماؔبہ نے اُس یہودی کی یہ باتیں سُنیں تو خوشی سے اس کا چہرہ تمتما اٹھا۔ اس کے دل نے گواہی دی کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ مکے سے ہجرت فرما کر یہاں تشریف لے آئے ہیں۔

وہ فوراً درخت سے نیچے اتر آیا اور آنے والے یہودی سے کہا:

"تم کیا کہہ رہے تھے۔ ذرا پھر بیان کرنا۔"

اس کے آقا کو ماٰبہ کی بات پر سخت غُصہ آیا۔ اس نے اس کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور کہا:

''جا کم بخت اپنا کام کر۔ تجھے ان باتوں سے کیا غرض؟''

ماٰبہ اس وقت تو دل پر پتھر رکھ کر خاموش ہو گیا لیکن دل میں ٹھان لی کہ جس دن بھی موقع ملا اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوں گا۔

رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضری:

جلد ہی ماٰبہ کو اپنے دل کی تمنا پوری کرنے کا موقع مل گیا۔ کچھ کھانے کی چیزیں اس کے پاس تھیں ان کو لے کر وہ رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ چیزیں پیش کرتے ہوئے عرض کی:

''حضور! آپ اور آپ کے ساتھی اپنا وطن چھوڑ کر آئے ہیں۔ میں نے یہ چیزیں صدقہ کے لیے رکھی تھیں۔ آپ لوگوں سے بڑھ کر ان کا حقدار کون ہو سکتا ہے ان کو قبول فرمائیے۔''

رسولِ پاک ﷺ نے یہ چیزیں ماٰبہ کے ہاتھ سے لے لیں لیکن خود کسی چیز کو چکھا تک نہیں اور سب اپنے غریب ساتھیوں میں تقسیم فرما دیں۔

ماٰبہ نے دل میں کہا کہ نبی آخر الزّماں کی ایک نشانی تو دیکھ لی کہ وہ صدقہ قبول نہیں کرتے۔

دوسرے دن اس نے پھر کھانے کی کوئی چیز خریدی۔ اور رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:

''یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے قبول فرمائیے۔''

آپ ﷺ نے یہ چیز قبول فرمالی۔ اس کا کچھ حصہ خود نوش فرمایا اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیا۔

اب ماٰبہ کو یقین ہو گیا کہ صدقہ سے پرہیز کرنے اور ہدیہ قبول کر لینے والے یہی نبی آخر الزّماں ہیں لیکن ابھی مُہرِ نبُوّت کو دیکھنا باقی تھا۔

ماٰبہ، سلمان بن گئے:

چند دن کے بعد ماٰبہ نے سُنا کہ رسولِ پاک ﷺ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ وہ بھی اپنے آقا کی نظر بچا کر قبرستان پہنچ گیا اور رسولِ پاک ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تا کہ کسی وقت کپڑا ہٹے تو مُہرِ نبُوّت دیکھوں۔ رسولِ پاک ﷺ اس کا مطلب پا گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک کو شانوں سے ذرا سر کا دیا۔ چادر کا سر کنا تھا کہ ماٰبہ نے اپنی آنکھوں کے سامنے مُہرِ نبُوّت کو چمکتے پایا۔ وہ بے اختیار بول اٹھا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)

پھر وہ روتے ہوئے مُہرِ نبوت کو چومنے کے لیے جھکا۔ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا، سامنے آؤ۔ وہ سامنے آیا تو آپ ﷺ نے بڑی محبت سے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور اس کے حالات پوچھے۔ مآبہ نے شروع سے لے کر آخر تک اپنی داستان بیان کی۔ آپ ﷺ نے اسی وقت مآبہ کو اسلام میں داخل کر لیا اور مآبہ کے بجائے سلمان نام رکھا۔ اسی دن سے وہ سلمان فارسی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ فارسی انہیں اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ فارس (ایران) کے رہنے والے تھے۔ اس طرح وہ حق کی تلاش میں کامیاب ہوگئے۔ اب ہم ان کا ذکر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے نام سے کریں گے۔

غلامی سے چھٹکارا:

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا جی چاہتا تھا کہ وہ ہر وقت رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کریں، لیکن یہودی کے غلام ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکتے تھے۔ اس طرح دو تین سال گزر گئے۔ ایک دن رسولِ پاک ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو بُلا کر فرمایا کہ تم اپنے آقا سے پوچھو کہ وہ تمہیں کس قیمت پر آزاد کر سکتا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے یہودی مالک سے یہ بات پوچھی تو اس نے کہا کہ اگر تم مجھے ایک کِلو سونا دو اور ساتھ ہی تین سو پودے لگا دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے پاس آکر یہودی کی شرطیں بتائیں تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:۔

"تم لوگ سلمان کو اسلام کے ایک دشمن کی غلامی سے آزاد ہونے میں مدد دو۔"

آپ ﷺ کا حکم سُن کر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے پودے جمع کرنے میں مشغول ہوگئے ____ جلد ہی انہوں نے تین سَو پَودے جمع کر لیے اور انہیں یہودی کی زمین میں لگا دیا۔ اب سونے والی شرط باقی رہ گئی۔ چند دن کے بعد رسولِ پاک ﷺ کو کافروں کے خلاف ایک لڑائی میں ایک کِلو سونا مل گیا۔ آپ ﷺ نے یہ سونا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور فرمایا کہ جاؤ یہ سونا اپنے مالک کو دے کر آزاد ہو جاؤ۔

سلمان رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے گئے اور یہ سونا یہودی کو دے کر غلامی سے چھٹکارہ حاصل کر لیا۔ اب وہ دن رات اسلام کی خدمت کرنے میں مشغول رہتے تھے۔

سلمان رضی اللہ عنہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھی:

آزادی حاصل کرنے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ساتھی بن گئے۔ وہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارتے تھے۔ ان کو حُضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیتے تو وہ اسے بڑے شوق سے آناً فاناً کر دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بڑی محبت اور شفقت سے قرآن اور دین کی باتوں کی تعلیم دی، یہاں تک کہ وہ بہت بڑے عالم بن گئے۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے اس قدر محبت تھی کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سلمان میرے اہلِ بیت سے ہے یعنی میرے گھر کا آدمی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے رہنے والے اپنے ایک پیارے ساتھی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بھائی چارا کرادیا تھا۔

جہاد کا شوق:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اللہ کی راہ میں لڑنے کا بھی شوق تھا۔ بدر اور اُحد کی لڑائیاں تو ان کی غلامی کے زمانے میں پیش آئیں اس لیے ان میں شریک نہ ہو سکے۔ سب سے پہلے وہ خندق کی لڑائی میں شریک ہوئے اور مدینہ کی حفاظت کے لیے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر بڑی محنت سے خندق کھودی۔ کہتے ہیں کہ خندق کھودنے کا مشورہ انہوں نے ہی دیا تھا۔ خندق کی لڑائی کے بعد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آنے والی دوسری تمام لڑائیوں میں بھی وہ شریک ہوئے اور بڑی بہادری سے لڑے۔

علم کا دریا:

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور محبت کی بدولت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اتنا علم حاصل کر لیا کہ ایک دفعہ حُضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان علم سے لبریز ہے یعنی علم سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

''سلمان کو اوّل (یعنی توریت اور انجیل) اور آخر (یعنی قرآنِ مجید) کا علم دیا گیا ہے۔ وہ ایک (علم کا) ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔''

ایک اور موقع پر انہوں نے فرمایا:

''سلمان علم اور دانائی میں لقمان حکیم کے برابر تھے۔''

آخرت کا خوف:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بڑے عبادت گزار اور اللہ سے ڈرنے والے بزرگ تھے۔ قیامت کے حساب سے ہر وقت کانپتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں تین قسم کے آدمیوں کو دیکھ کر بہت حیران ہوتا ہوں۔ ایک وہ جو ہر وقت دنیا کا مال کمانے میں مشغول رہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو موت کو بُھلا بیٹھے ہیں مگر موت ان سے غافل نہیں ہے۔ تیسرے وہ جو قہقہے لگاتے رہتے ہیں حالانکہ ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان سے راضی ہے یا ناراض۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ تین چیزوں کا خیال مجھے سخت غم میں مبتلا کر دیتا ہے اور میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی جدائی، دوسری چیز قبر کا عذاب اور تیسری قیامت کا ڈر۔

ایک دفعہ کسی شہر کی فتح کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میں داخل ہوئے تو جگہ جگہ کھانے پینے کی چیزوں کے ڈھیر دیکھے۔ ایک ساتھی نے انہیں دیکھ کر بہت خوشی ظاہر کی تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ ''بھائی کس بات پر خوش ہو رہے ہو۔ یہ بھی تو خیال کرو کہ آخرت میں ایک ایک دانے کا حساب ہوگا''۔

سادہ زندگی:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ نہایت معمولی لباس پہنتے اور ایک معمولی سی جھونپڑی میں رہتے تھے۔ وہ اپنی شادی کے بعد گھر کے اندر داخل ہوئے تو اس میں بہت سا قیمتی سامان پڑا پایا۔ پوچھا، یہ سامان کیسا ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی بیوی کا ہے۔

انہوں نے فرمایا:

''میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ دنیا میں تمہارے پاس صرف اتنا سامان ہونا چاہیے جتنا کسی مسافر کے پاس راستے کی ضرورت کے لیے ہوتا ہے۔ مجھے سامان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

مدائن کی گورنری:

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ دو اڑھائی سال تک مدینہ منوّرہ ہی میں رہے۔ پھر وہ عراق چلے گئے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو کر ایرانیوں کے خلاف کئی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ جب ایران کا دارالحکومت مدائن فتح ہو گیا تو کچھ عرصہ بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس بڑے عہدے کی تنخواہ چار پانچ ہزار درہم تھی لیکن حضرت سلمان

رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ ساری تنخواہ غریبوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے اور خود چٹائیاں بُن کر گزارہ کرتے۔ چٹائیوں کی آمدنی کا بھی تیسرا حصہ خیرات کر دیتے۔ کہیں جانا ہوتا تو بغیر زین کے ایک معمولی سے گدھے پر سوار ہو کر جاتے۔ بدن پر اکثر ایک بہت معمولی سا کرتا ہوتا تھا۔ ان کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک پرانا کمبل تھا۔ دن کے وقت اسے اپنے بدن پر ڈال لیتے اور رات کو سوتے وقت اوڑھ لیتے تھے۔ ایک دن مدائن کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک ناواقف شخص نے انہیں مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لیے کہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ راستے میں لوگوں نے دیکھا تو کہا:

''اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، اے ہمارے امیر! آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھا رکھا ہے، لائیے ہم اسے پہنچا دیں۔''

یہ دیکھ کر سامان کا مالک ہکّا بکّا رہ گیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی اور ان کے سر سے سامان اتروانا چاہا مگر انہوں نے فرمایا:

''بھائی تم نے یہ سامان اٹھوا کر اپنے مکان تک لے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ اب میں اسے تمہارے مکان پر ضرور پہنچاؤں گا۔''

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو حکومت کی طرف سے ایک خادم ملا ہوا تھا لیکن وہ اس سے بہت کم کام لیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص اُن کے گھر گیا تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا:

''اے امیر! آپ کا خادم کہاں ہے؟''

فرمایا:

''کسی کام سے بھیجا ہے۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ دو دو کاموں کا بوجھ اس پر ڈالوں۔''

مدائن کے لوگ اپنے گورنر کو بے حد معمولی کپڑے پہنے گدھے پر سوار دیکھتے تو ہنستے لیکن وہ کہتے:

''نیکی اور بدی کا اندازہ تو اس زندگی کے بعد ہوگا آج جتنا جی چاہے، ہنس لو۔''

وفات:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری میں سخت بیمار ہو گئے۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار پُرسی کے لیے گئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ زار زار رونے لگے۔ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''ابو عبداللہ! (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) رونے کا کون سا موقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی رخصت ہوئے۔ اب تو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری ملاقات ہوگی۔''

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''خدا کی قسم میں موت سے نہیں گھبراتا اور نہ مجھے دنیا کی خواہش ہے۔ میں اس لیے روتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ دنیا جمع نہ کرنا اور دنیا سے اس طرح جانا جس طرح میں جاتا ہوں۔ اب میرے پاس کتنا ہی سامان جمع ہو گیا ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ مرنے کے بعد کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہو۔''

یہ سامان جس کی وجہ سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رو رہے تھے کیا تھا؟ ایک بڑا پیالہ، ایک پرانا کمبل، ایک لوٹا اور ایک تسلہ۔ تکیے کی جگہ سر کے نیچے دو اینٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو نصیحت کی کہ:

''ہر حال میں اللہ کو یاد رکھو اور کوشش کرو کہ حج یا جہاد کرتے ہوئے یا قرآن پڑھتے ہوئے دنیا سے جاؤ۔''

یہ وصیت کرنے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہمیشہ اللہ سے ڈراتے اور اچھی اچھی نصیحتیں کرتے رہتے تھے۔ ان کی چند نصیحتیں یہاں درج کی جاتی ہیں:

1. جب غُصہ آئے تو ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو۔
2. عِلم سمندر ہے اس میں کبھی کمی نہیں آسکتی۔
3. دُکھ ہو یا سُکھ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو جو شخص سُکھ میں اللہ کو یاد کرتا اور دُکھ کے وقت دعا کرتا ہے، فرشتے اس کی آواز کو پہچان لیتے ہیں اور وہ بھی اس کے لیے دُعا کرتے ہیں۔
4. لوگوں سے تمہارا تعلق اس طرح ہونا چاہیے کہ ہمیشہ سچی بات کہو اور امانت کو ادا کرو۔
5. مال و دولت اور اولاد کی کثرت آخرت میں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اس دن عِلم اور (نیک) عَمل ہی کام آئیں گے۔
6. جب کسی کام کا ارادہ کرو، کوئی فیصلہ کرو یا کچھ تقسیم کرو تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو۔

انتظار ختم ہو گیا

جس زمانے میں ہمارے رسولِ پاک ﷺ مکّہ کے لوگوں کو بُتوں کی پوجا سے منع کر رہے تھے اور اُن کو اللہ کی طرف بُلا رہے تھے، عَرَب کے علاقے نَجد میں ایک نیک نوجوان رہتے تھے جن کا نام عَمرو بن عَبَسہ تھا۔ انہوں نے رسولِ پاک ﷺ کو تو نہیں دیکھا تھا لیکن اللہ نے خود ہی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ بُت کسی کو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ ان کے قبیلے بَنُو سُلَیم کے سب لوگ بُتوں کی پوجا کرتے تھے لیکن وہ بُتوں سے دُور بھاگتے تھے۔ خدا کا کرنا ایک دن عَمرو کی ملاقات آسمانی کتابوں کے ماننے والے ایک شخص سے ہوگئی۔ اس نے انہیں بتایا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ مکّہ سے ایک ایسا شخص ظاہر ہونے کو ہے جو لوگوں کو بُتوں کی پوجا سے منع کرے گا اور ان کو ایک اللہ کی بندگی کرنے کے لیے کہے گا۔ اُس کا دین دوسرے سب مذہبوں سے اچھا ہوگا۔ یہ سُن کر عَمرو اس انتظار میں رہنے لگے کہ انہیں کب ایسے شخص کے ظاہر ہونے کی خبر ملتی ہے چنانچہ جو شخص مکّہ سے آتا وہ اس سے وہاں کے تازہ حالات ضرور پوچھتے۔

ایک دن مکّہ سے آنے والے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ مکّہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو لوگوں کو بُتوں کی پُوجا سے منع کرتا ہے اور ان کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ اس کے طَور طریقے بہت اچھے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دین بھی بہت اچھا ہے۔ یہ سُنتے ہی عَمرو کے دل نے گواہی دی کہ ان کا انتظار ختم ہو گیا ہے۔ اسی وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکّہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ رسولِ پاک ﷺ مکّہ سے چند میل دور عُکاظ تشریف لے گئے ہیں جہاں ایک بڑا میلہ یا بازار لگا کرتا تھا۔ عَمرو عکاظ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ رسولِ پاک ﷺ کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں۔ آپ ان کو بتا رہے ہیں کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہی عبادت کے لائق ہے اس لیے بُتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرو ـــــــ آپ ﷺ کی باتیں سُن کر لوگوں پر اُلٹا اثر ہوتا ہے اور وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑانے لگتے ہیں۔ لیکن آپ نہایت صَبر اور نرمی کے ساتھ ان کو اللہ کی

طرف بُلانے میں مشغول رہتے ہیں۔ عَمرُ و پہلے ہی بتوں سے نفرت کرتے تھے، رسول ﷺ کی نصیحتوں نے ان کے دل میں گھر کرلیا۔ جب لوگ پرے ہٹ گئے تو وہ رسُولِ پاک ﷺ کے قریب گئے اور پوچھا، آپ کون ہیں؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ میں اللہ کا نبی ہوں۔

عَمرُ و: ـــــ نبی کس کو کہتے ہیں؟

رسول پاک ﷺ: اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے کو۔

عَمرُ و: ـــــ کیا واقعی آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ ہاں مجھ کو اللہ نے نبی بنایا ہے۔

عَمرُ و: ـــــ آپ کس چیز کی طرف لوگوں کو بُلاتے ہیں؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ اللہ کو ایک مانا جائے، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے، بُتوں کی پوجا نہ کی جائے، رشتہ داروں سے محبت کی جائے اور ان سے اچھا برتاؤ کیا جائے۔

عَمرُ و: ـــــ کوئی شخص آپ ﷺ پر ایمان بھی لایا ہے؟

اس وقت حضرت ابوبکر صِدِّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ رسولِ پاک ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا (کچھ دوسرے لوگوں کے علاوہ) یہ دونوں مجھ پر ایمان لاچکے ہیں۔

عَمرُ و: ـــــ اسلام کیا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ ہر شخص کے ساتھ خوش اَخلاقی سے پیش آنا اور مسکینوں کو کھانا کھلانا اسلام ہے۔

عَمرُ و: ـــــ اور ایمان کیا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ اللہ کے راستے میں صَبرُ کرنا اور اللہ کی مَرضی اور خوشی پر راضی ہو جانے کا نام ایمان ہے۔

عَمرُ و: ـــــ اسلام کا اعلیٰ درجہ کیا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ دوسروں کو نہ زبان سے بُرا بھلا کہے اور نہ کوئی اور تکلیف پہنچائے۔

عَمرُ و: ـــــ ایمان کا اعلیٰ درجہ کیا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ اچھا چال چلن اور ہمیشہ نیکی کے کام کرنا ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔

عَمرُ و: ـــــ اے اللہ کے نبی! میں بھی آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں، اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کرتا

ہوں۔ بتوں کی پوجا سے انکار کرتا ہوں اور رشتہ داروں سے ہمیشہ اچھا سلوک کرنے کا عہد کرتا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیں کہ آپ کے ساتھ رہوں۔

رسولِ پاک ﷺ: _____ بھائی آج کل کافر ہم پر جو ظلم ڈھا رہے ہیں، ان کا برداشت کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہے۔ اس وقت تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور جب سنو کہ اللہ نے مجھے کافروں پر غالب کر دیا تو اس وقت میرے پاس آجانا۔

رسولِ پاک ﷺ کا حکم سُن کر عَمرُو بن عَبَسہ واپس اپنے وطن چلے گئے۔

_______O_______

تقریباً پندرہ سولہ سال کے بعد حضرت عَمرُو بن عَبَسہ رضی اللہ عنہ دوبارہ رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منوّرہ تشریف لا چکے تھے۔ بَدر، اُحد، خندق اور خیبر کی لڑائیاں گزر چکی تھیں۔ انہوں نے بڑے اَدَب سے رسولِ پاک ﷺ کو سلام کیا اور پھر عرض کیا: _______

''یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ مجھ کو پہچانتے ہیں؟''

رسولِ پاک ﷺ: _____ ہاں تم وہی ہونا جو چند سال پہلے مجھ سے مکّہ میں ملے تھے اور مجھ پر ایمان لائے تھے۔

عَمرُو رضی اللہ عنہ: _____ بے شک اے اللہ کے رسول میں وہی ہوں۔

پھر انہوں نے عرض کیا: _____

''یا رسول اللہ ﷺ وہ قرآن مجھے بھی پڑھایئے جو آپ پر نازل ہوا ہے۔''

رسولِ پاک ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور انہیں قرآن مجید پڑھانے کے علاوہ دین کی دوسری باتوں کی تعلیم بھی دی۔

اب حضرت عَمرُو رضی اللہ عنہ بن عَبَسہ ہمیشہ کے لیے مدینہ مُنوّرہ میں ٹھہر گئے اور وطن واپس جانے کا خیال چھوڑ دیا۔

چند ماہ بعد رسُولِ پاک ﷺ مکّہ کی فتح کے لیے مدینہ مُنوّرہ سے روانہ ہوئے تو دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان میں حضرت عَمرُو بن عَبَسہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مکّہ کی فتح کے بعد حُنین کی لڑائی پیش آئی۔ اس میں کافروں کو شکست ہوئی تو آپ ﷺ نے شہر طائف کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرے کے دوران میں ایک دن رسول

پاک ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر چلائے گا اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھل جائے گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے لگاتار سولہ تیر چلائے۔

حضرت عمرؓو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بڑے نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہر حکم پر دل و جان سے عمل کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اللہ کے بہت پیارے بندوں میں شامل ہو گئے تھے۔ ان کو دیکھنے والے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت عمرؓو بن عبسہ اور کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت عمرؓو بن عبسہ رضی اللہ عنہ جانوروں کو چرانے کے لیے جنگل کی طرف نکل گئے۔ میں دوپہر کو ان کی تلاش کے لیے گیا تو دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ سوئے ہوئے ہیں اور بادل کے ایک ٹکڑے نے اُن پر سایہ ڈال رکھا ہے۔ میں نے انہیں جگایا تو انہوں نے کہا کہ بھائی جو کچھ تو نے دیکھا تجھ کو قسم ہے کسی دوسرے کو نہ بتانا۔ پس خدا کی قسم ان کی وفات تک میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی۔

حضرت عمرؓو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

عقلمند نوجوان

ہجرت کے نویں سال کا ذکر ہے کہ ایک دن رسولِ پاک ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے بہت سے پیارے ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔ اچانک ایک دیہاتی آدمی سامنے سے ظاہر ہُوا۔ وہ گورے چٹے رنگ اور اونچے قد کا ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا، اس کے لمبے سیاہ بال کانوں کی لَو سے اس طرح نکلے ہوئے تھے جیسے چاند کے گرد ہالہ۔ وہ اپنی اونٹنی کی مہار تھامے مسجد کے اندر آ گیا، اونٹنی کو ایک کونے میں بٹھایا اور رسولِ پاک ﷺ کے قریب پہنچ کر پوچھنے لگا، محمّد ﷺ آپ ہی کا نام ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ ہاں

نوجوان: ـــــ اے صاحب! میں ایک دیہاتی آدمی ہوں، کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ میری زبان کی سختی سے آپ ناراض تو نہیں ہوں گے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ نہیں نہیں، تم جو پوچھنا چاہتے ہو، بڑی خوشی سے پوچھو میں ناراض نہیں ہوں گا۔

نوجوان: ـــــ اے محمد ﷺ! آپ کا بھیجا ہُوا ایک آدمی ہمارے قبیلے میں آیا تھا، اس نے ہمیں بتایا کہ اللہ نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ ہاں اس نے سچ کہا۔

نوجوان: ـــــ آسمان کس نے بنایا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ اللہ نے۔

نوجوان: ـــــ زمین کس نے بنائی ہے؟

رسولِ پاک ﷺ: ـــــ اللہ نے۔

نوجوان: ـــــ ان پہاڑوں کو کس نے قائم کیا اور ان میں طرح طرح کی چیزیں کس نے بنائیں؟

رسولِ پاک ﷺ:_____ اللہ نے۔

نوجوان:_____ اسی اللہ کی قَسم جس نے زمین اور آسمان بنائے اور ان پہاڑوں کو قائم کیا_____ کیا واقعی اللہ نے آپ کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ:_____ ہاں۔

نوجوان:_____ آپ کے آدمی نے ہمیں یہ بھی بتایا تھا کہ رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہے۔

رسولِ پاک ﷺ:_____ اس نے سچ کہا۔

نوجوان:_____ اس ذات کی قَسم جس نے آپ کو رسُول بنایا کیا واقعی اس نے آپ کو ان نمازوں کا حُکم دیا ہے؟

رسولِ پاک ﷺ:_____ ہاں۔

نوجوان:_____ آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ سال میں ایک مرتبہ ہمیں اپنے مال پر زکوۃ دینی چاہیے۔

رسولِ پاک ﷺ:_____ اس نے سچ کہا۔

نوجوان:_____ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا کیا واقعی اللہ نے آپکو اسکا حکم دیا۔

رسولِ پاک ﷺ:_____ ہاں۔

نوجوان:_____ آپ کے قاصد نے ہمیں یہ نصیحت بھی کی کہ ہر سال رمضان کا پورا مہینہ ہم روزے رکھا کریں۔

رسولِ پاک ﷺ:_____ ہاں اس نے سچ کہا۔

نوجوان:_____ اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا، کیا اسی نے آپ کو اس کا حُکم دیا۔

رسولِ پاک ﷺ:_____ ہاں۔

نوجوان:_____ آپ کے آدمی نے ہم سے یہ بھی کہا کہ جس شخص میں طاقت ہو اس پر کعبہ کا حج کرنا بھی فرض ہے۔

رسولِ پاک ﷺ:_____ اس نے سچ کہا۔

یہ سوال و جواب ہو چکے تو نوجوان نے کہا:_____ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔''

پھر اس نے کہا:___ اے اللہ کے رسول میرے قبیلے بنو سعد بن بکر نے مجھے اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے۔ میرا نام ضِمام بن ثعلبہ ہے اور میں نجد سے آیا ہوں، اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہے جو باتیں آپ نے فرمائی ہیں میں ان میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی۔

یہ کہہ کر نوجوان نے بڑے اَدَب سے سلام کیا اور اپنے وطن کی طرف چل دیئے۔ رسولِ پاک ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:___

''ضمام عقلمند آدمی ہے اگر اس نے اپنے کہنے پر عمل کیا تو ضرور جنّت میں داخل ہوگا۔''

جب ضِمام رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے میں پہنچے تو قبیلے کے لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور پوچھا:

''کہو بھائی! مدینہ میں کیا دیکھا اور محمد ﷺ سے کیا باتیں ہوئیں؟''

ان کے جواب میں حضرت ضِمام رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے:___ ''لات اور عزّیٰ ذلیل وخوار ہیں۔''

لات اور عُزّیٰ بتوں کے نام تھے جن کو ضِمام رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے پوجا کرتے تھے وہ ضِمام رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ الفاظ سن کر کانپنے لگے اور ان کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا:___

''ضِمام رضی اللہ عنہ اپنی زبان بند کرو، عزّت والے لات اور عُزّیٰ کی وجہ سے تم کہیں کوڑھی یا پاگل نہ ہو جاؤ۔ فوراً توبہ کرو ورنہ اپنے ساتھ ہمیں بھی برباد کردو گے۔''

ضِمام رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سُن کر تقریر کی:

''اے میرے قبیلہ کے لوگو! کان کھول کر سن لو۔ لات اور عزّیٰ تو صرف پتھر ہیں نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، تم پر افسوس ہے کہ ان پتھروں کو پوجتے ہو۔ عبادت صرف ایک اللہ کی کرنی چاہیے اسی نے محمد ﷺ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان پر قرآن نازل کیا ہے۔ اس پر عمل کرنے ہی میں تمہاری بہتری ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میرا کہنا مانو اور فوراً اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ، اسی بات میں تمہاری بھلائی ہے ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ تمام باتیں پوچھ لی ہیں جن پر تمہیں عمل کرنا چاہیے اور وہ بھی جن سے تمہیں بچنا چاہیے۔''

حضرت ضِمام رضی اللہ عنہ کی باتوں میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ان کے قبیلے کے لوگ بُتوں سے نفرت کرنے لگے اور شام ہوتے ہوتے سب چھوٹے بڑے مسلمان ہو گئے۔

بیس (۲۰) باتیں

اَزْدعرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ہجرت کے چند سال بعد رسُولِ پاک ﷺ نے اپنے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس قبیلے کی طرف اسلام کا پیغام دے کر بھیجا۔ ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر کچھ مُدّت کے بعد انہوں نے اپنے سات آدمی رسُولِ پاک ﷺ کی خدمت میں مدینہ مُنوّرہ بھیجے۔ آپ ﷺ کو ان لوگوں کا لباس اور ان کے بولنے چالنے کا طریقہ بہت پسند آیا اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:____

''تم لوگ کون ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''ہم مؤمن ہیں۔''

رسول پاک ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:____

''ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے، بتاؤ تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:____

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں پندرہ باتیں ہیں۔ پانچ تو ایسی ہیں جن کے متعلق آپ کے بھیجے ہوئے آدمیوں نے ہمیں حُکم دیا کہ ان پر ایمان رکھیں اور پانچ ایسی ہیں جن کے بارے میں ہدایت کی ہے کہ ان پر عمل کریں اور پانچ وہ ہیں جن کی پابندی ہم اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔''

رسُولِ پاک ﷺ نے پوچھا، ''وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر تمہیں عَمل کرنے کا حُکم دیا گیا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! یہ کہ (۱) اللہ تعالیٰ، (۲) اس کے فرشتوں، (۳) اس کی کتابوں، (۴) اس کے پیغمبروں کو مانیں اور (۵) مرنے کے بعد جی اٹھنے کا یقین کریں۔

حضور ﷺ نے پوچھا، ''وہ پانچ باتیں کیا ہیں جن پر تمہیں عَمل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے؟''

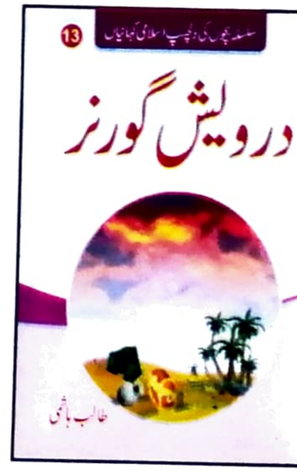
انہوں نے جواب دیا، ''یہ کہ ہم اقرار کریں کہ (۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، (۲) نماز پابندی سے پڑھیں، (۳) زکوٰۃ ادا کریں، (۴) رمضان کے روزے رکھیں اور (۵) اگر اتنا مال ہو جس سے حج کیا جا سکے تو حج کریں۔''

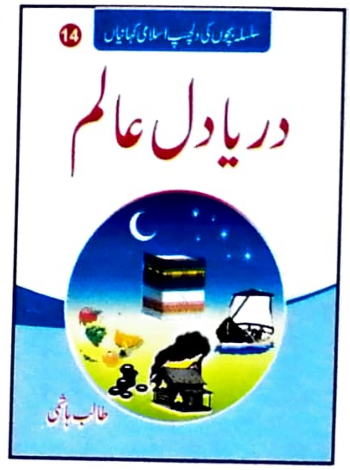
حضور ﷺ نے فرمایا، اچھا اب وہ پانچ باتیں بتاؤ جن کی پابندی تم اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہو،''

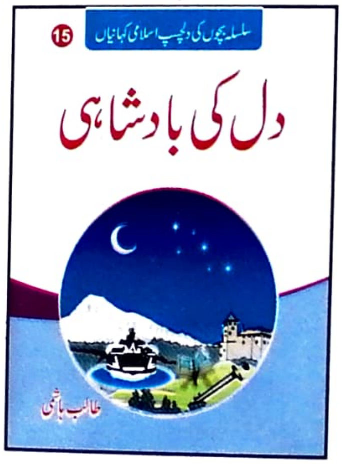
انہوں نے عرض کیا:____ ''(۱) خوش حالی کے وقت شُکر کرنا، (۲) مصیبت میں صبر کرنا، (۳) اللہ کی مرضی پر راضی رہنا، (۴) آزمائش کے وقت سچ پر قائم رہنا اور (۵) دشمنوں کی مصیبت پر خوش نہ ہونا۔''

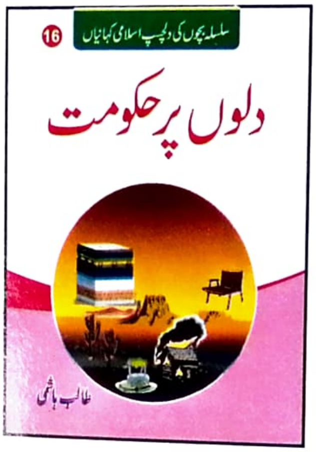
حضور ﷺ نے فرمایا، ''تم لوگ تو بڑے دانا اور علم والے نکلے اچھا اب پانچ باتیں میں تمہیں بتاتا ہوں اس طرح یہ تمام بیس باتیں ہو جائیں گی۔

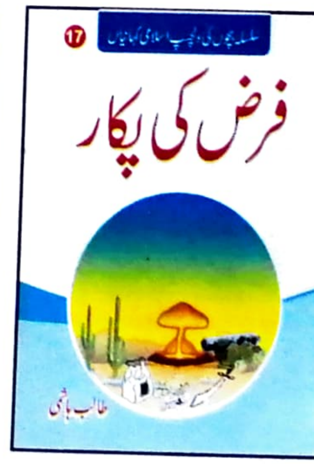
1. ضرورت سے زیادہ کھانے پینے کی چیزیں جمع نہ کرو۔
2. ضرورت سے زیادہ مکان نہ بناؤ۔
3. جس چیز کو چھوڑ کر کل تمہیں چلا جانا ہے اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کرو۔
4. اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو جس کے پاس ایک دن تمہیں ضرور واپس جانا ہے اور اس کو جواب دینا ہے۔
5. ان کاموں کی طرف توجہ دو جو مرنے کے بعد تمہارے کام آئیں گے۔ اَزدُ کے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے ہم اس پر ضرور عمل کریں گے۔ اس کے بعد سب خوش خوش واپس روانہ ہو گئے اور وطن پہنچ کر ہمیشہ ان بیس باتوں پر عمل کرتے رہے۔

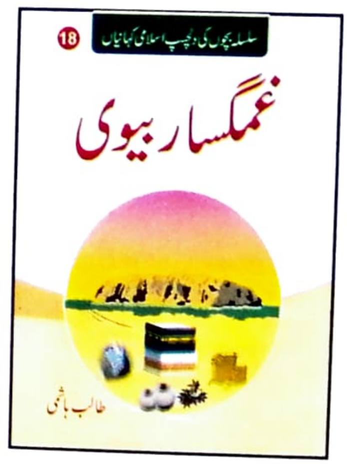


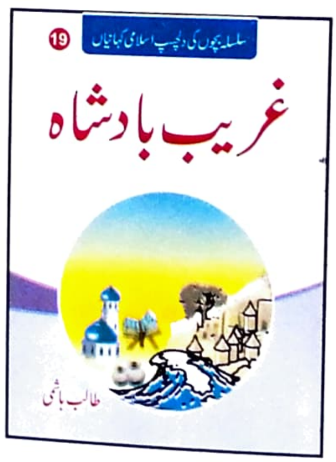


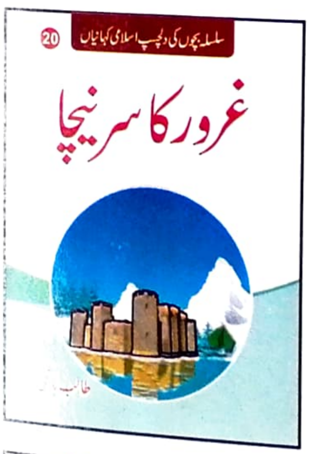


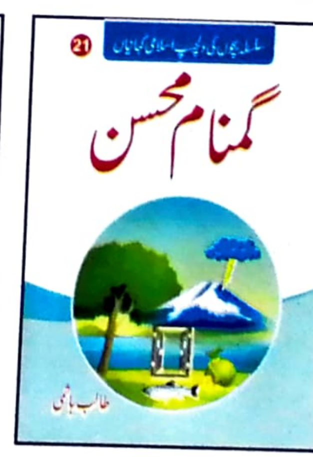


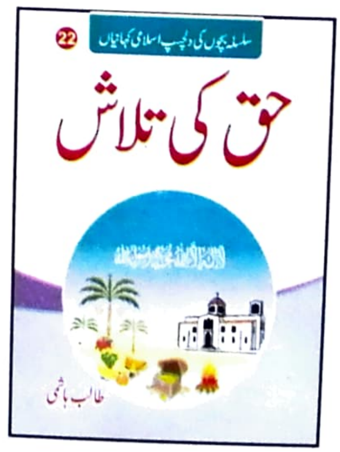


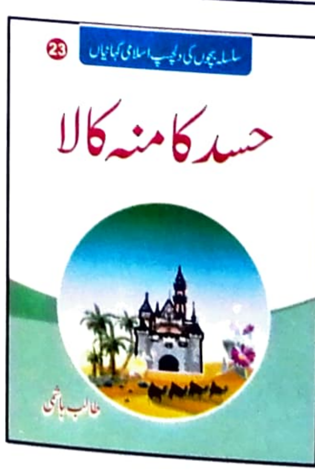


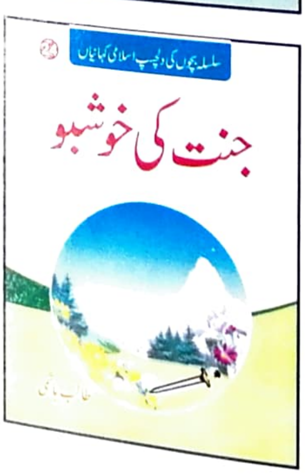












ڈسٹری بیوٹر:

البدر پبلی کیشنز

23۔راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور

Ph: 042-37225030 - 37245030

Mob: 0300-4745729 - 0333-4173066

طالب ہاشمی میموریل ٹرسٹ پبلی کیشنز

کوثر بلاک' اعوان ٹاؤن' ملتان روڈ' لاہور

1234567891022